کراماتِ اولیاء
(قرآن وسنت کی روشنی میں)

نحمدہٗ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔قال اللہ جل جلالہ فی القرآن المجید اَلَاۤ اِنَّ اَوۡلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ۚۖ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَ كَانُوۡا يَتَّقُوۡنَ لَهُمُ الۡبُشۡرٰى فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا وَ فِى الۡاٰخِرَةِ‌ ؕ لَا تَبۡدِيۡلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ (سورۃ یونس ۶۳-۶۲)

''آگاہ رہو کہ جو اللہ کے دوست ہیں' انہیں نہ غم ہے اور نہ خوف اور یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرے' انہیں دنیا و آخرت میں خوشخبری ہے۔''

رویائے صالحہ:

وقال رسول اللہ ﷺ لم یبق من النبوۃ الاالمبشرات قالوا وما المبشرات قال الرؤیا الصالحۃ یراھا المومن اوتُراٰلہ (رواہ)

''نبوت (کے ذریعہ) کوئی بات باقی نہیں رہی مگر خوشخبریاں' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یہ خوشخبریاں کیا ہیں؟ (آنحضرت ﷺ نے) فرمایا یہ نیک خواب ہیں جو مومن دیکھتا ہے یا اس کے بارہ میں دیکھا جاتا ہے''

محترم سامعین! گزشتہ جمعے کو میں نے اس آیت کے ضمن میں تفصیلی بات کی تھی' کہ حقیقی ولی کون ہوتا ہے' ان کے اوصاف' کمالات' خصائل و شمائل کیسے ہوتے ہیں' اب ان شاء اللہ مختصراً کرامات کے ثبوت پر قرآن وحدیث کی روشنی میں کچھ ذکر کروں گا۔

کرامات اولیاء اور قرآن

سب سے پہلے چند آیات واحادیث کا ذکر کرنا ہے جن سے کرامت وولایت کا ثبوت ہوتا ہے۔رب ذوالجلال کا قرآن مجید میں ایک جگہ فرمان ہے: يٰمَرۡيَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَا‌ ؕ قَالَتۡ هُوَ مِنۡ عِنۡدِ اللّٰهِ حضرت زکریا علیہ السلام نے بے موسم کے پھل حضرت مریم کے کمرے میں دیکھے' پوچھا کہ یہ غیر موسمی پھل کہاں سے آئے؟ حالانکہ

اس وقت وہ چھوٹی بچی تھیں، فرمایا: ھو من عنداللہ "یہ تو اللہ کی طرف سے اعزاز واکرام ہے"
علماء نے لکھا ہے کہ یہ حضرت مریمؑ کی کرامت تھی جس کا اثبات اس آیت کریمہ سے ہوا۔

بچے کی کرامت:

دوسری جگہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاکدامنی کے بارہ میں گواہی بچے کی کرامت ہے کہ اس نے زمانہ طفولیت میں پنگھوڑے سے یہ گواہی دی۔

وَ شَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَ هُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ○ وَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَ هُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ○ (سورۃ یوسف)

فرمایا حضرت یوسفؑ کی قمیص کو دیکھا جائے، آگے کی طرف پھٹا ہوا ہے یا پیچھے کی طرف سے، یہ خرق عادت بات اس چھوٹے بچے سے صادر ہوئی، لوگ انگشت بدنداں ہو گئے اور اللہ نے حضرت یوسفؑ کی بے گناہی اس چھوٹے بچے کے ذریعے ثابت فرمادی۔

کراماتِ صحابہؓ:

اسی طرح احادیث مبارکہ میں صحابہ کرامؓ کی بے شمار کرامات مذکور ہیں۔ ایک روایت میں حضرت انسؓ دو صحابہ کا نادر الوقوع واقعہ ذکر کر رہے ہیں۔

عن انسؓ ان اسید بن حضیر وعباد بن بشر تحدثا عندالنبی ﷺ فی حاجة لهما حتی ذهب ساعة من اللیل ساعة فی لیلة شدیدة الظلمة، ثم خرجا من عند رسول الله ﷺ ینقلبان وبیدکل واحدة منهما عصیه فاضاء ت عصا احدهما لهما حتی مشیا فی ضوء هاحتی اذا افترقت بهما الطریق اضاء ت للاخرعصاه فمشیٰ کل واحد منهما فی ضوء عصاه حتی بلغ اهله (رواه البخاری)

حضرت انسؓ بیان کر رہے ہیں کہ ایک دن دو جلیل القدر صحابی حضرت اسید بن حضیر اور حضرت عباد ابن بشر نبی کریمؐ کی خدمت میں اپنے کسی اہم معاملہ کے سلسلہ میں کافی دیر بیٹھے رہے۔ اس (گفتگو) کا سلسلہ کافی رات گئے تک جاری رہا جبکہ وہ رات نہایت تاریک تھی۔ جب یہ دونوں صحابہؓ اپنے گھروں کو واپسی کیلئے نکلے تو اس وقت دونوں کے ہاتھوں میں چھوٹی سی لاٹھیاں تھیں، ان دونوں میں سے ایک کی لاٹھی اچانک (ٹارچ) کی طرح روشن ہوئی اس کی روشنی میں وہ چلتے رہے، یہاں تک جب دونوں کے راستے الگ

ہوئے (ہر ایک کا گھر الگ الگ راستے میں تھا) دوسرے کی لاٹھی بھی روشن ہوئی اور پھر وہ دونوں اپنی اپنی لاٹھی کی روشنی چل کر اپنے اہل وعیال یعنی گھروں کو پہونچ گئے اس واقعہ سے ان دونوں صحابہؓ کے خارق عادت فعل کا صدور کرامت ہی کی وجہ سے تھا۔

غسل جسدِ اطہر اور کرامت صحابہؓ

آنحضرت کا دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کے جسد اطہر کو غسل دینے کا واقعہ اور غسل دینے والوں کی رہنمائی کرامت ہی کی وجہ سے ہوئی:

عن عائشةؓ قالت لما ارادوا غسل النبی ﷺ قالوا لا ندری انجرد رسول الله ﷺ من ثیابه کما نجرّد موتانا ام نغسلُه وعلیه ثیابه فلما اختلفوا القی الله علیهم النوم حتی ما منهم رجل الا و ذقنه فی صدره ثم کلمهم مکلم من ناحیة البیت لایدرون من هو اغسلوا النبی صلی الله علیه وسلم وعلیه ثیابه فقاموا فغسلوه وعلیه قمیصه' یصبون الماء فوق القمیص ویدلکونه بالقمیص (رواه البیهقی)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ (وفات کے بعد) جب آنحضرت ﷺ کے جسد اطہر کو غسل دینے کا ارادہ کیا گیا تو وہاں موجود صحابہؓ کے درمیان یہ سوال اٹھا کہ آنحضرت ﷺ کے کپڑے اس طرح اتار دیئے جائیں جس طرح ہم اپنے مردوں کے کپڑے اتار دیتے ہیں' یا آپ کو (آپ کی خصوصیات واہمیت کے پیش نظر) کپڑوں ہی کے اندر غسل دیدیا جائے۔ اس بارہ میں جب صحابہ کرامؓ میں اختلاف رائے پیدا ہوا (کچھ ساتھیوں نے کپڑے اتار کر غسل دینے کا کہا اور کچھ حضرات نے جسد اطہر کو برہنہ کر کے غسل دینے کی مخالفت کی اتفاق نہ ہوسکا) اللہ تعالیٰ نے اچانک ان سب پر نیند کو مسلط کردیا حتیٰ کہ کوئی شخص وہاں ایسا نہ رہا جس کی ٹھوڑی اس کے سینہ پر نہ آ گئی ہو (آپ حضرات کو علم ہے کہ نیند کی حالت میں ایسی حالت ہر انسان پر طاری ہوتی ہے) پھر ان لوگوں نے گھر کے ایک کونے سے کسی ایسے بولنے والے کی آواز سنی جس کو وہ سب لوگ جانتے ہی نہیں تھے' وہ آواز دے رہا تھا حضور اکرم ﷺ کو کپڑوں کے اندر ہی غسل دو۔ چنانچہ وہ سب لوگ بیدار ہوکر آپ کے جسم مبارک کو کپڑوں ہی کے اندر اس طرح غسل دیا کہ اس وقت جسد مبارک پر جو کُرتہ تھا اسی پر پانی ڈالتے رہے اور کُرتہ مبارک کے اوپر بدن اقدس کو ملتے

رہے۔ آنحضرت ﷺ کو غسل دینے کا طریقہ ان کے اس کرامت کے ذریعہ معلوم ہوا۔

حضرت سفینہ کی کرامت:

محترم حاضرین! آنحضرت ﷺ پر قربان ہونے والے ان کے آزاد کردہ غلام حضرت سفینہؓ جن کا نام سفینہ جو کہ کشتی کو کہتے ہیں نہ تھا بلکہ لقب تھا اور علماء کے نزدیک یہ لقب اس وجہ سے دیا گیا کہ حضور ﷺ کے ساتھ ایک سفر کے موقع پر بہت سا سامان اپنے اوپر لادے ہوئے تھے، پھر بھی شرکائے سفر میں جو صاحب سامان اٹھانے سے تھک جاتا تھا وہ اپنا سامان بھی ان پر لاد دیتا تھا۔ وہ نہایت اطمینان اور خوشی سے سب کا سامان اپنے اوپر لادتے جارہے تھے، حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس حال میں دیکھ کر از راہ مذاق فرمایا "انت السفینہ" حضور کا یہ فرمان تھا کہ وہ اس ہی لقب سے مشہور ہیں ان کی کرامت جو واقعہ ذکر کر رہا ہوں اس سے عیاں ہو جاتی ہے:

وعن ابن المنكدر ان سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه وسلم اخطأ الجيش بارض الروم اوأسر فانطلق هاربا يلتمس الجيش فاذاهو بالاسد فقال يا ابا الحارث انا مولى رسول الله كان من امرى كيت وكيت فاقبل الاسد له بصبصة حتى قام الى جنبه فكلما سمع صوتا اهوى اليه ثم اقبل يمشى الى جنبه حتى بلغ الجيش ثم رجع الاسد (رواه فى شرح السنه)

"حضرت ابن المنکدرؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کے آزادہ کردہ غلام حضرت سفینہؓ روم کے علاقہ میں لشکر کا راستہ بھول گئے یا دشمن کے ہاتھوں قید کر لئے گئے دشمن کے قید سے بھاگ کر اپنے لشکر کی تلاش شروع کر دی (حیران و پریشان کھڑے تھے) کہ اس دوران ان کا آمنا سامنا جنگل کے ایک شیر سے ہوا۔ حضرت سفینہ نے نہ صرف اپنے اوسان کو کنٹرول کیا بلکہ شیر کو اس کی کنیت سے پکار کر کہنے لگے (اے ابوحارث) میں رسول اللہ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہوں اور میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا کہ مجھ سے راستہ گم گیا (پوری تفصیل شیر کو بتادی) کہ اب اپنے قافلہ کی تلاش میں سرگرداں ہوں۔ شیر یہ سنتے ہی ایک فرمانبردار جانور کی طرح اس کے پہلو میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ اور پھر کسی جانب سے ایک خطرناک درندے کی آواز آتی تو شیر اس جانور کو بھگانے کے لئے اسی کی طرف لپک کر دوبارہ (حضرت سفینہؓ کی حفاظت کیلئے) واپس آ جاتا۔ اسی طرح حضرت سفینہؓ کے سفر کے دوران یہ شیر رہبر کی حیثیت سے اس کی حفاظت کے لئے اس کے

ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ حضرت سفینہؓ اپنے لشکر سے مل گئے۔ تب یہ شیر واپس ہوا۔"

میرے دوستو! حضرت سفینہؓ کا یہ واقعہ اور کرامت پوری امت کو للکار رہا ہے کہ اگر تم حقیقی طور پر اللہ اور رسولؐ کے غلام بن گئے تو تمہارا یہ انحطاط' ذلت وپستی' طاقتور غیر مسلم قوتوں سے خوف اور غربت ختم ہو کر سمندر' اور خشکی تو کیا کہ اس میں رہنے والے خوفناک جانور بھی تمہارے لئے مسخر ہو جائیں گے اور حفاظت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ سمندر اور خطرناک جانوروں سے بھرے جنگل بھی مسلمانوں کے فرمانبردار بن کر ان کے ہموا اور ان کے راستوں میں پیدا ہونے والی رکاوٹوں کے راستوں میں سدِ سکندری بن کر ان کے ممد ومعاون بن جاتے۔ اپنی اسلامی تاریخ اور کتب سے آپ استفادہ کریں تو آپ کو اپنی ذلت وپریشانیوں پر حیرانی کا سامنا کرنا پڑے گا' کہ کاش ہم نے جو غیر اسلامی راہوں کو اپنی فلاح و بہبود کے لئے اختیار کرنے کے بجائے حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کی کرامات اور اسوہ مبارکہ سے سبق حاصل کرتے تو 'من کان للہ کان اللہ لہ" کا مصداق بن کر آج پورے دنیا پر کروڑوں مسلمانوں کا غلبہ ہوتا۔ اس بارے میں تاریخ بے شار واقعات سے بھری پڑی ہے' آج کا میرا یہ موضوع نہیں۔ ان شاء اللہ کسی دوسرے موقع پر ہم سب کی عبرت کے لئے چند واقعات عرض کروں گا آج تو کرامات کا ذکر ہو رہا ہے اس ضمن میں حضرت سفینہؓ کی کرامت ذکر کردی۔

یاساریۃ الجبل:

محترم حضرات! ایک حدیث میں حضرت عمرؓ کا ذکر ہے کہ انہوں نے سینکڑوں میل دور حضرت ساریہؓ کی سرپرستی میں ایران کے صوبہ ہمدان کے جنوب میں واقع نہاوند مقام کی طرف ایک لشکر بھیجا۔ وہاں جہاد جاری تھا کہ ایک دفعہ حضرت عمرؓ خطبہ کے دوران جہاں اکابر صحابہ کرامؓ موجود تھے' اُن میں حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کے علاوہ کبار تابعین موجود تھے دوران خطبہ حضرت عمرؓ نے زور زور سے پکارنا شروع کردیا "اے ساریہ پہاڑ کی طرف جاؤ" ایک روایت میں ہے کہ جب لوگوں نے حضرت عمرؓ کو اس طرح پکارتے ہوئے سنا تو ان سے دریافت کیا کہ ساریہ تو سینکڑوں میل دور ہے' آپ ان کو کیوں پکار رہے ہیں' انہوں نے جواب دیا کہ میں نے دیکھا کہ مسلمان جنگ میں مصروف ہیں ان کیلئے پہاڑ کو اپنی پشت پناہ لینا ضروری ہے تو بے اختیار میرے منہ سے یہ الفاظ نکل پڑے۔ حضرت ساریہ کا قاصد ان کا خط لے کر پہونچا تو اس خط میں اسی روز یعنی خطبہ کے وقت اس واقعہ کا ذکر تھا' اور عرض کیا یا امیر المومنین ہمارے دشمن نے ہم پر حملہ کیا اور ہمیں شکست دی اچانک ہم نے ایک پکارنے والے کی آواز سنی جو کہہ رہا تھا "اے ساریہ پہاڑ کی جانب" چنانچہ ہم نے پہاڑ کو اپنی پناہ گاہ قرار دیا اور پھر خداوند جل جلالہ نے دشمن کو شکست دی۔

شانِ عمر فاروقؓ

یہی کرامت حضرت عمرؓ کی ہے کیونکہ کرامت اس امر کو کہتے ہیں جو کسی نبی کے کسی متبع کامل سے صادر ہو جو عادت و قانون سے خارج ہو، پھر حضرت عمرؓ سے زیادہ آنحضرت ﷺ کے متبع کون تھے جن کے بارے میں آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے: لو کان بعدی نبیاً لکان عمر، یعنی اگر میرے بعد کسی نبی کا آنا ہوتا تو وہ حضرت عمر ہوتے۔ الغرض صحابہ کرام، تابعین اوران کے بعد کے دور کے اولیاء اللہ سے جو کرامات صادر ہوئیں ان کے بارے میں روایات تسلسل سے منقول ہوکر حدِ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اسی وجہ سے اس بارہ میں کسی شک و شبہ اورانکار کی جرات کسی کو نہیں ہوسکتی۔

کراماتِ اولیاء:

معزز سامعین! صرف دو چار اکابر اولیاء کرام کی کرامات کا ذکر ''مشت نمونہ خروار'' کے طور پر کررہا ہوں۔ شیخ ابراہیم بلخی بن ادھم بادشاہ ہونے کے ساتھ مشہور عابد زاہد و بزرگ تھے، امام اعظم ابوحنیفہؒ سے علم فقہ حاصل کی۔ بلخ کے بادشاہ تھے، ایک لطیفہ غیبی کی وجہ سے تاج وتخت چھوڑ کر شام میں سکونت اختیار کرلی آپ کے زیر تسلط بہت وسیع علاقہ تھا اور جب سفر کرتے تو اس کے آگے پیچھے سونے کی چالیس ڈھالیں اور چالیس سونے کے گرز خدام اور عملہ لے کر چلتے تھے۔ ایک دفعہ اپنے شاہی محل میں محوخواب تھے کہ چھت پر کسی کی آہٹ محسوس ہوئی آواز دے کر کہا کہ چھت پر کون ہے؟ جواب ملا۔ ''میرا اونٹ گم گیا ہے، تلاش کررہا ہوں۔'' آپ نے فرمایا: ''اے نادان چھت پر اونٹ کا کیا کام ہے۔'' اس شخص نے جواب دیا: ''اے غافل تو خدا کو اطلسی لباس اور شاہی تخت پر ڈھونڈتا ہے۔ آپ کی یہ خواہش میرے اونٹ کی یہاں تلاش کرنے سے زیادہ تعجب کی نہیں۔'' آپ یہ آواز سن کر بے حد متاثر و حیران ہوئے۔ صبح دربار عام جاری تھا کہ اچانک ایک پروقار شخص دربار میں داخل ہوا۔ رعب و دبدبے کی وجہ سے اس اجنبی کو کوئی نہ روک سکا داخل ہوکر کہنے لگا: ''یہ محل مجھے پسند نہیں۔'' بادشاہ نے کہا: ''یہ محل تو میرا ہے'' اجنبی نے پوچھا: ''آپ سے پہلے کس کی ملکیت میں رہا؟'' اس نے کہا: ''میرے باپ کے پاس رہا''۔ اس کے مسلسل اسی سوال پر کہ'' پھر کس کے پاس رہا'' تو بادشاہ نے دادا اور اسکے بعد پردادا کا ذکر کیا۔ اجنبی نے کہا کہ'' پھر تو یہ سرائے نہ رہا تو کیا رہا؟ بادشاہ سلامت خود ہی سوچ لو سرائے تو اسی کو کہتے ہیں کہ لوگ آئیں اوراپنا مقصد پورا کرکے چلیں جائیں۔'' اجنبی یہ باتیں کرکے چلا گیا۔ بادشاہ اس کے پیچھے دوڑے، اس سے ملاقات کے بعد پوچھا: ''بتاؤ تم کون ہو؟'' جواب دیا: ''میں حضرت خضر علیہ السلام''۔ ابراہیم بن ادھم کے دل پر اس کا ایسا اثر ہوا کہ بادشاہت چھوڑ کر نوبرس ایک غار میں سکونت اختیار کرکے مجاہدے اور ریاضت کرکے آسمان ولایت کے درخشندہ ستارے بن کر

چکے۔

میری سوئی واپس کردو:

ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے اپنی قمیص سی رہے تھے ایک امیر کا گزر ہوا۔ دل میں اس نے سوچا کہ اس نے بادشاہت ترک کرکے اس فقیری کو اختیار کرکے کیا حاصل کیا۔ آپ اس شخص کے دلی تصور کو بھانپ گئے' آپ نے جھٹ اپنی سوئی دریا میں پھینک کر با آواز بلند کہا۔ اے دریا کی مچھلیو! میری سوئی مجھے واپس لاؤ۔ امیر شخص کو تعجب ہوا کہ اتنے بڑے دریا میں چھوٹی سی سوئی کیسے مل سکتی ہے؟ اس دوران ہزاروں مچھلیاں اپنے اپنے منہ میں ایک ایک سونے کی سوئی پکڑے ہوئے باہر آئیں۔ آپ نے فرمایا مجھے یہ سونے کی سوئیاں نہیں چاہیے' مجھے تو اپنی سوئی چاہیے' چنانچہ ایک چھوٹی سی مچھلی اپنے منہ میں آپ کی سوئی پکڑے ہوئے لائی آپ کے آگے رکھ دی۔ آپ نے اس کرامت کے بعد امیر کی طرف توجہ کرکے فرمایا: بتاؤ میری وہ حکومت اچھی تھی یا یہ حکومت؟

شیخ عبدالقادر جیلانی کی کرامت

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ جن کا نام گرامی آپ ہمیشہ سنتے رہتے ہیں کی بے شمار کرامات کتابوں میں لکھی ہیں۔ کچھ واقعات تو لوگوں نے اپنے طرف سے بنا کر نسبت ان کی طرف کی ہے' جن کی کوئی حقیقت نہیں۔ حقیقی کرامات میں ایک کرامت سن لیں جو انتہائی محیر العقول ہے کہ آپ کی عادت مبارکہ تھی کہ بادشاہوں کے ہدایہ قبول نہ فرماتے ایک دفعہ مستنجد باللہ نے اشرفیوں کے دس تھیلے آپ کی خدمت پیش کئے' آپ نے حسب معمول انکار فرمایا' خلیفہ نے اصرار کیا تو آپ نے ایک تھیلہ دائیں ہاتھ اور ایک تھیلا بائیں ہاتھ میں لے کر دونوں کو رگڑا تو اشرفیوں سے خون بہنے لگا' خلیفہ سے فرمایا کہ شرم نہیں آتی بغداد کا خون کھاتے ہو اور اسے جمع کرکے میرے پاس لاتے ہو تو خلیفہ پر اتنا اثر ہوا کہ غشی طاری ہوگئی۔

محترم حاضرین! اس طرح بے شمار کرامات علماء نے جمع کئے نہ صرف حضرت جیلانیؒ کے بلکہ اور کئی اکابر اولیاء کے ہیں مگر وقت کی کمی کی وجہ سے خطبہ کی ابتداء میں ذکر کردہ حدیث کے بارے میں تشریح اور مزید گفتگو آئندہ کسی موقع پر ان شاء اللہ ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔ اللہ رب العزت مجھے اور آپ سب کو حضور ﷺ اور ان کے صحابہ رضوان اللہ' اولیاء اللہ کی تعلیمات پر چلنے کی توفیق سے نوازیں۔